Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 04, **Issue** 01, January-March 2025, **PP**: 122-129
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

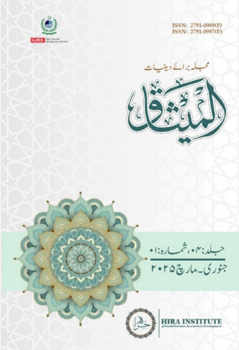

تقریباتِ نکاح میں چھوہارے لٹانے یا تقسیم کرنے کی حیثیت: فقہی تجزیہ

A Jurisprudential Analysis of Distributing or Throwing Dates in Nikāḥ Ceremonies

1. Hafiz Haroon Ahmad
hafizharoonkhan@gmail.com

CTI,
Government Graduate College,
Civil Lines Sheikhupura.

How to Cite: Hafiz Haroon Ahmad. 2025: "A Jurisprudential Analysis of Distributing or Throwing Dates in Nikāḥ Ceremonies". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 4 (01): 122-129.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
14-02-2025	17-03-2025	26-03-2025

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

تقریباتِ نکاح میں چھوہارے لٹانے یا تقسیم کرنے کی حیثیت: فقہی تجزیہ

A Jurisprudential Analysis of Distributing or Throwing Dates in Nikāḥ Ceremonies

Hafiz Haroon Ahmad
CTI,
Government Graduate College, Civil Lines Sheikhupura.
hafizharoonkhan@gmail.com

Abstract

Islam is a complete code of life that provides guidance for every aspect of human existence. The Qur'ān and Sunnah offer comprehensive instructions on moral, spiritual, social, economic, and political matters. The objective of Islamic teachings is to establish a balanced and peaceful society that ensures both individual and collective welfare. Islam strictly discourages extravagance, and the Qur'ān and Sunnah contain clear instructions regarding moderation in all aspects of life, including food consumption and social customs. Ḥadīth serves as a primary source for understanding the commands of the Holy Qur'ān and implementing Islamic teachings. The science of Ḥadīth provides Muslims with detailed guidance on religious matters. This article addresses a common practice observed during wedding ceremonies—throwing dates (or similar items) among attendees. The discussion aims to analyze this practice in light of the Qur'ān and Ḥadīth to provide a clear Islamic ruling on the matter. Specifically, it explores whether throwing dates at weddings—whether held in a mosque or elsewhere—is permissible. According to Islamic jurisprudence (Fiqh), throwing dates after marriage is generally considered permissible (*Mubāḥ*) and even recommended (*Mustaḥabb*) as a gesture of joy and celebration. However, it is essential to ensure that the dates are not wasted or thrown in a manner that may cause harm or inconvenience to others.

Keywords: *Qur'ān, Nikah Ceremony, Islamic jurisprudence, Joy, Celebration.*

تعارف

معاملات میں غلو اور انتہاء پسندی کی ایک شکل اسراف اور تبذیر ہے، اسلام کا یہ نمایاں وصف اور تعلیمات ہیں کہ اعتدال پر معاملات مبنی ہوں۔ اسلام میں افراط و تفریط کی طرف قطعاً جھکاؤ نہیں پایا جاتا۔ موجودہ دور میں اسراف و تبذیر انتہاء کو پہنچ گیا ہے، مسلمان جنہیں قرآن و سنت نے سختی کے ساتھ اس بُرے فعل و عمل سے منع فرمایا ہے۔ آج کا مسلمان اللہ کے حکم اور آپ ﷺ کے طریقوں کو پسِ پشت ڈالے ہوئے اور اسراف و تبذیر کے بُرے نتائج سے آنکھیں بند کر کے اندھا دھند نمود و نمائش اور تعیشات پر مال لٹا رہا ہے۔

مذہبی تقریبات مثلاً نکاح و شادی، عقیقہ و ختنہ کے مواقع پر بے حد اور بے جا اسراف سے کام لیا جاتا ہے۔ ان مذہبی تقریبات میں اصل اور مشروع امور کے علاوہ ایسی من گھڑت اور غیر شرعی رسومات معاشرہ میں رائج کر دی گئی ہیں جن کی وجہ سے اسراف کے سینکڑوں راستے کھل گئے ہیں۔ ان مواقع پر تھوڑا مال خرچ کیا جائے یا زیادہ، من گھڑت اور غیر شرعی طریقہ ہونے کی وجہ سے وہ اسراف و تبذیر میں ہی شمار ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلاَ تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلاَ تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا[1]

اور نہ اپنا ہاتھ اپنی گردن سے باندھا ہوا رکھو (کہ کسی کو کچھ نہ دو) اور نہ ہی اسے سارا کا سارا کھول دو (کہ سب کچھ ہی

دے ڈالو) کہ پھر تمہیں خود ملامت زدہ (اور) تھکا ہارا بن کر بیٹھنا پڑے۔

نکاح کی تقریب کے بعد مہنگے مہنگے پیکٹس میں شیرینی کی تقسیم کا رواج عام ہوتا چلا جا رہا ہے جس میں ہر کوئی دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش میں لگا ہوا نظر آتا ہے اور اس کام پر ہزاروں روپے خرچ کر دیے جاتے ہیں جس سے اسراف کو عام کرنے کا موقع مل رہا ہے، اس عمل کی قرآن میں وعید نازل ہوئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا[2]

اور (یہ) وہ لوگ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا (زیادتی اور کمی کی) ان دو حدوں کے درمیان اعتدال پر (مبنی) ہوتا ہے۔

مزید فرمایا:

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُواْ إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا[3]

بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

علاوہ ازیں نکاح کے موقع پر چھواروں کی تقسیم اور حاضرین پر لٹائے جانے کا مظاہرہ بھی ہوتا ہے جس کے مباح یا مسنون ہونے پر ملی جلی آراء سامنے آتی ہیں۔ موجودہ پس منظر میں مذکورہ مسئلہ کی وضاحت چونکہ ضروری معلوم ہوتی ہے اس لیے زیرِ نظر مقالہ میں نکاح کی تقریب کے بعد چھوارے پھینکنے کے متعلق تحقیق پیش کی گئی ہے کہ چھوارے پھینکنے سے رزق کی ناقدری کا اندیشہ پیدا ہوتا ہے یا کہ اس عمل کا قرآن وسنت میں بھی کوئی ثبوت موجود ہے۔

تقریباتِ نکاح میں چھواروں کی تقسیم: فقہی تجزیہ

نکاح کے موقع پر بادام، چھوارے وغیرہ پھینکنا اور اس کو مستحب وسنت عمل سمجھنا خواہ عقد نکاح کی تقریب مسجد سے باہر ہو یا مسجد میں چھوارے وغیرہ تقسیم کرنے کے بارے میں دو طرح کی آراء پائی جاتی ہیں۔ ایک مکتب فکر کا کہنا ہے کہ یہ سنت ہے جبکہ دوسری رائے محض اباحت کی ہے وہ بھی مسجد کے تقدس کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ اگر مسجد کی تعظیم برقرار نہ رہتی ہو تو اس رائے کے حاملین بھی اس کی ممانعت کے قائل ہیں۔

خیر الفتاویٰ میں ایک سوال کے جواب میں بغیر کسی تخصیص کے جواب دیا گیا کہ نکاح کے موقع پر چھوارے پھینکنا سنت ہے اور پھر دلیل کے طور پر مذکورہ روایت نقل کی گئی کہ:

ان النبیﷺ حضراملاک(ای نکاح)فاتی بطباق علیھاجوزولوزتمر،فنثرت فقبضنا ایدینا فقال ما بالکم لا تاخذون فقالوا لانک نهیت عن النبیﷺ فقال ما نهیتکم عن نهبی العساکر،خذوا علی اسم اللہ فجاذبناوجاذبناہ[4]

رسول اللہ ﷺ ایک نکاح کے موقع پر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کے پاس ایک تھالی لائی گئی جس میں اخروٹ، بادام اور کھجوریں تھیں اور اس کو بکھیر دیا گیا تو ہم نے اپنے ہاتھ کھینچ لیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تم کیوں نہیں لے رہے؟ تو ہم نے کہا کہ آپ نے اس طرح چیزوں کو لوٹنے سے منع کیا ہے۔ فرمایا: میں نے تو جنگ کے موقع پر مالِ غنیمت لوٹنے سے منع کیا ہے لہٰذا اسے اللہ کا نام لے کر لو، تو ہم نے ایک دوسرے سے کھینچا تانی کی۔

رسول اللہ ﷺ کے طریقہ مبارکہ اور فقہاء کرام کی مختلف عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کی مجلس کے شرکاء میں انفرادی طور پر چھوارے تقسیم کرنے کی بجائے پھینکنا سنت ہے۔[5] البتہ کتاب الفتاویٰ میں خالد سیف اللہ رحمانی تحریر کرتے ہیں کہ مساجد

کے اندر اگر نکاح کی تقریب منعقد ہو تو کھجور لٹانے یا پھینکنے سے بہتر تقسیم کر دینا ہے، کہ اس میں احترام مسجد کی زیادہ رعایت ہے۔[6] اسی طرح ایک اور روایت بیان کی جاتی ہے:

فقد روی البیھقی عن معاذ بن جبل بسند فیه ضعف و انقطاع :ان النبیﷺحضر املاک(ای نکاح)فاتی بطباق علیھا جوز ولوز تمر،فنثرت فقبضناایدینا فقال ما بالکم لا تاخذون فقالوا لانک نھیت عن النھبی فقال مانھیتکم عن نھبی العساکر خذواعلی اسم اللہ فجاذبناو جاذبناہ واغرب امام الحرمین فصححه من حدیث جابروھولایوجدضعیفافضلاعن صحیح،وفی مصنف ابن ابی شیبة،عن الحسن والشعبی:انھما کانا لایریان باسا بالنھب فی العرسات والولائم،وکرھه ابومسعود و ابراھیم وعطاء و عکرمة کذا فی التلخیص الجیر[7]

بیہقی نے معاذ ابن جبل سے روایت کی ہے ایسی سند کے ساتھ کہ جس میں ضعف بھی ہے اور انقطاع بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایک نکاح کے موقع پر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کے پاس ایک تھالی لائی گئی جس میں اخروٹ، بادام اور کھجوریں تھیں اور اس کو بکھیر دیا گیا تو ہم نے اپنے ہاتھ کھینچ لیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تم کیوں نہیں لے رہے؟ تو ہم نے کہا کہ آپ نے اس طرح چیزوں کو لوٹنے سے منع کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تو جنگ کے موقع پر مالِ غنیمت لوٹنے سے منع کیا ہے لہٰذا اسے اللہ کا نام لے کر لو، تو ہم نے ایک دوسرے سے کھینچا تانی کی۔ امام الحرمین نے بڑا عجیب و غریب کام کیا کہ اس حدیث کو صحیح قرار دے دیا، حضرت جابرؓ کی حدیث سے، حالانکہ یہ حدیث تو ضعیف طور پر بھی نہیں پائی جاتی، چہ جائیکہ وہ صحیح کہلائی جائے اور مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت حسنؒ اور شعبی سے روایت ہے کہ شادیوں اور ولیموں کے موقع پر یہ دونوں صاحبان چیزیں لوٹنے کو ناپسند نہیں کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے جبکہ ابو مسعود نے اسے ناپسند کیا ہے۔

علماء کرام اور مفتیان کرام کھجور یا چھوارے تقسیم کرنے والی روایات کی تحقیق کے بعد لکھتے ہیں:

عقدِ نکاح کے وقت چھوارے لٹانے والی روایات بہت ضعیف ہیں، لہٰذا ان روایات سے استدلال درست نہیں ہے البتہ اگر کوئی شخص اس پر مسرت موقع پر مسجد کے احترام کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اور وہاں کے لوگ بھی اگر مسجد کا احترام کریں تو جائز ہے، البتہ سنت نہ سمجھے، لیکن لوگ اس عمل کو سنت سمجھتے ہیں اور اس سے مسجد کا احترام بھی قائم نہیں رہتا لہٰذا اجتناب بہتر ہے۔[8]

رشید احمد گنگوہیؒ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

ایسے جزئی عمل کو کرنا کچھ ضروری یا لازم نہیں ہے، اگرچہ ایسے لٹانا درست ہو مگر یہ روایت چنداں معتمد نہیں اور اس فعل کو کرنے سے اکثر چوٹ بھی آ جاتی ہے۔ اگر یہ عمل مسجد میں ہو گا تو مسجد کی بے تعظیمی بھی لازم آئے گی جو کہ نہایت غیر مناسب بات ہو گی۔ لہٰذا ضعیف حدیث پر عمل کر کے موجب اذیت ہونا، کوئی اچھائی کی بات نہیں ہے اور مسجد کی شان و مقام کے خلاف فعل ہونا بھی مناسب عمل نہیں ہے اور اس روایت کو لوگوں نے ضعیف ہی لکھا ہے۔[9]

اسی حوالے سے سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

ان رسول اللہ ﷺ تزوج بعض نسائه فنثر علیه التمر[10]

رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی عورت سے نکاح کیا تو آپ ﷺ پر خشک کھجوریں پھیلائیں گئیں۔

اس بیان کردہ روایت کی سند میں الحسن بن عمرو سیف العبدی راوی ہے۔ امام علی بن مدینی اور امام بخاریؒ نے اسے جھوٹا کہا ہے اور امام ابو حاتم رازیؒ نے اسے متروک الحدیث قرار دیا ہے۔[11] اس روایت کے متعلق محدثین فرماتے ہیں کہ یہ راوی متروک ہونے کا پوری طرح مستحق ہے۔[12] اس کی متابعت ابن ابی داؤدؒ نے کی ہے لیکن اس روایت کی سند میں سعید بن سلام راوی جھوٹا ہے۔ امام احمدؒ نے اسے کذاب، امام بخاریؒ نے اسے روایات کا گھڑنے والا یعنی وضاع اور امام دار قطنیؒ نے باطل اور متروک روایات بیان کرنے والا قرار دیا ہے۔[13] ثابت ہوا کہ بیان کردہ روایت موضوع وباطل ہے۔ ایک دوسری روایت میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كان النَّبِيُّ ﷺ إذا زَوَّجَ أو تَزَوَّجَ نَثَرَ تمرًا ۔عاصِمُ بنُ سُلَيمانَ بَصرِيٌّ، رَماه عمرُوبنُ عليٍّ بالكَذِبِ ونَسَبَه إلَى وضعِ الحَديثِ [14]

نبی کریم ﷺ جب کسی کی شادی کرتے یا خود شادی فرماتے تو خشک کھجوریں بکھیرتے۔

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں عاصم بن سلیمان البصری راوی ہے جسے عمر بن علی نے وضع حدیث اور جھوٹ کی طرف منسوب کیا ہے۔ ابن حجر عسقلانیؒ رقمطراز ہیں کہ اسے بہت سے محدثین کرام نے کذاب ٹھہرایا ہے۔[15] ثابت ہوا کہ یہ روایت بھی جھوٹی ہے۔

سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے معاذ بن جبلؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری آدمی کی شادی میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے خطبہ نکاح پڑھا اور انصاری کا نکاح کر دیا، پھر فرمایا: الفت، اچھے اور خیر کے کاموں کو لازم پکڑو، اپنے ساتھی کے سر پر دف بجاؤ، تو اس کے سر پر دف بجائی گئی، شکر اور میوے کے پیکٹ لائے گئے، آپ ﷺ نے وہ صحابہؓ پر بکھیر دیے، لیکن لوگ رُک گئے اور انہوں نے اسے لوٹا نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کس قدر اعلیٰ بردباری ہے، لُوٹتے کیوں نہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس دن ہمیں لوٹنے سے منع کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں لشکروں کی لوٹ مار سے روکا تھا، ولیموں کی لوٹ سے نہیں روکا، لہٰذا تم لوٹو۔ حضرت معاذ ابن جبلؓ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہم سے چھین رہے تھے۔[16]

یہ روایت بھی جھوٹ پر مبنی ہے۔ اس کی سند میں بشر بن ابراہیم انصاری ہے۔ امام عقیلیؒ فرماتے ہیں کہ امام اوزاعیؒ نے فرمایا: وہ میرے نزدیک روایات کو گھڑنے والوں میں سے ہے۔ امام حبانؒ فرماتے ہیں: وہ ثقہ راویوں میں روایتیں گھڑتا ہے۔ یہ روایت ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں حازم اور لمازہ دونوں راوی مجہول ہیں۔[17] اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ نکاح کے موقع پر چھوارے بکھیرنے اور بانٹنے کے متعلق کوئی صحیح روایت موجود نہیں اور یہ عمل صرف ایک رواج کے طور پر مسلمانوں میں رائج ہو چکا ہے، اس لیے اس سے بچنے میں ہی خیر ہے۔

نکاح کے موقع پر اگر جھگڑے یا تنازع کا اندیشہ ہو تو خشک مٹھائی یا چھوہارے لٹانا یا تقسیم کرنا دونوں مباح ہیں۔ اگر نکاح کا عقد مسجد میں ہو تو پھر ایک ترتیب کے ساتھ تقسیم کر دیا جائے تو مناسب عمل تصور ہو گا کیونکہ ایک مباح کام کی وجہ سے مسجد جیسی عظیم جگہ کی بے ادبی کا گناہ نہ ہو۔ المبسوط للسرخسی میں ہے:

وقال ابو حنيفة:لا باس بنثر السكر والجوز اللوز في العرس والختان واخذ ذلك اذا اذن لك اهله فيه،وانما يكره من ذلك ان ياخذ بغير اذن اهله وبه ناخذ [18]

ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں شیرینی، اخروٹ، بادام وغیرہ شادی کے موقع پر، ختنہ وغیرہ کے موقع پر ان کو بکھیرنا یا پھینکنے

میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح لوٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ گھر والے اجازت دے دیں، ہاں یہ ناپسندیدہ اور مکروہ تب ہوتا ہے جب گھر والوں کی اجازت کے بغیر لیا جائے، ہم اسی قول کو لیتے ہیں۔

خیر الفتاویٰ میں ہے:

عقدِ نکاح مسجد میں کرنا مستحب البتہ حاضرین مجلس کو تاکید کی جائے کہ آداب مسجد کے خلاف کوئی حرکت نہ کریں نکاح کے بعد چھوارے پھینکنے سے مسجد میں شور غل ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے اوپر گرتے ہیں۔ اگر یقین ہو کہ شرکاء آدابِ مسجد کی رعایت نہیں رکھیں گے تو پھر خارج مسجد ہی بہتر ہے۔[19]

مذکورہ عبارات سے اس فعل و عمل کا مباح ہونا معلوم ہوتا ہے، باقی جن روایات میں نکاح کے پر مسرت موقع پر چھوہارے بکھیرنے یا لٹانے کا بیان ہے وہ انتہائی ضعیف روایات ہیں، ان روایات سے اس فعل کے سنت ہونے پر استدلال کرنا بالکل درست نہیں ہے، اسی طرح امام بیہقی بھی فرماتے ہیں کہ نکاح کے موقع پر چھوہارے لٹانے سے متعلق جو روایات نقل کی جاتی ہیں وہ تمام ضعیف ہیں۔

السنن الکبری میں ہے:

وقد روی فی الرخصة،فیه احادیث کلها ضعیفة [20]

اور اس رخصت کے بارے میں چند احادیث روایت کی گئی ہیں مگر وہ سب ضعیف ہیں۔

لسان المیزان میں ہے:

عاصم بن سلیمان ابو الشعب التمیمی الکوزی البصری وکوز قبیلة روی عن هشام عروة وجماعة قال ابن عدی یعد ممن یضع الحدیث وقال الفلاس کان یضع الحدیث رایت مثله قط سمعته یحدث عن هشام عن محمد عن ابی هریرة رضی الله عنه مرفوعا"شرب الماء علی الریق یعقد الشحم"فقال له رجل الرجل یبزق فی الدواة ثم یکتب منهافقال حدثنا سعید عن قتادہ عن ابی سنان الاعرج عن ابن عباس رضی الله عنهما انه کان یبزق فی الدواة ثم یکتب منها فقال له فابن عباس کان اعمی قال کان لا یری به باساوحدثنا عبدالله عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنهما انه کرهه وقال النسائی متروک وقال الدار قطنی کذاب وقال ابن حبان لا یجوز کتب حدیثه الا تعجبا عاصم بن سلیمان الکوزی باسناد والمتهم به عاصم[21]

عاصم ابن سلیمان ابو شعیب تمیمی الکوزی نے ہشام ابن عروہ اور ایک جماعت سے روایت کی ہے، ابن عدی اس کے متعلق کہتے ہیں اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو حدیث وضع کرتے ہیں یعنی گھڑتے ہیں۔ یہ حدیث گھڑتا تھا اس جیسا بندہ میں نے نہیں دیکھا، میں نے اس کو سنا حضرت ہشام سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے کہ نہار منہ پانی پینا یہ چربی کو جماتا ہے، ایک آدمی نے اس سے کہا کہ کوئی آدمی دوات میں تھوکتا ہے اور پھر اسی سے لکھتا ہے تو اس نے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ بھی دوات میں تھوکتے تھے اور پھر اس سے لکھتے تھے پھر اُس نے کہا ابن عباسؓ تو نابینا تھے تو فوراً کہنے لگا کہ وہ اس میں حرج نہیں سمجھتے تھے اور اسی طرح پھر کہنے لگا کہ ابن عمر کی روایت ہے کہ وہ اسے ناپسند کرتے تھے۔ نسائی نے اسے متروک کہا ہے، دار قطنی نے کذاب لکھا ہے، ابن حبان فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث لکھنا جائز نہیں ہے ہاں بطور تعجب کے اس کو لکھا جائے تو ٹھیک ہے اور عاصم پر حدیث وضع کرنے کی تہمت ہے۔

عقدِ نکاح کے موقع پر چھوہارے بکھیرنے کا ذکر ایک ضعیف حدیث میں ملتا ہے اور فی نفسہ مباح ہے لیکن ضعیف حدیث ہونے کی وجہ سے اس فعل کو سنت قرار نہیں دیا جا سکتا اور نہ ہی متقدمین میں سے کسی نے اس کو سنت قرار دیا ہے۔ فقہاء متقدمین کے درمیان اختلاف نقل کیا جاتا ہے مثلاً حضرت عکرمہؒ، حضرت ابراہیم نخعیؒ، حضرت عطاءؒ سے نقل کیا ہے انہوں نے اس عمل یعنی شکر اور کھجور لٹانے کو ناپسند فرمایا ہے جبکہ امام ابو حنیفہؒ، حضرت حسن بصری رحمہم اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اس فعل کو جائز قرار دیا ہے۔ حضرت امام طحاویؒ نے ایک مستقل باب میں طرفین کے اقوال کو جمع کر کے اس عمل کو جائز قرار دیا اور فرمایا ہے کہ اس میں کوئی کراہت نہیں اور اسی کو امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کا مذہب قرار دیا ہے۔[22] مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اپنی کتاب قاموس الفقہ میں رقمطراز ہیں:

> زمانہ قدیم سے ہی پر مسرت مواقع پر بالخصوص شادی بیاہ کے مواقع پر میٹھی چیزوں اور روپے پیسے بکھیرنے کا طریقہ مروج ہے۔ مالکیہ اور شوافع کے نزدیک کسی چیز کا لٹانا اور حاضرین کا اسے لوٹ کر حاصل کرنا گو مباح عمل ہے لیکن کراہت سے خالی نہیں، حنفیہ کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔ امام احمدؒ سے کراہت کا قول منقول ہے، جو لوگ مکروہ قرار دیتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اس میں جھپٹنے اور چھیننے کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اگر لٹانے کی بجائے شیرینی حاضرین میں تقسیم کر دی جائے تو یہ بالاتفاق جائز ہے، اس کے جائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، اس لیے یہ صورت بہر حال بہتر ہے، کیونکہ یہ تقاضہ تہذیب سے قریب بھی ہے اور اس میں فقہاء کا اختلاف بھی نہیں۔[23]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دیگر مفاسد نہ ہوں تو فی نفسہ چھوہارے لٹانے کی اجازت ہے لیکن ضعیف حدیث ہونے کی وجہ سے اسے سنت قرار نہیں دیا جا سکتا۔

حاصل بحث

عقدِ نکاح کے بعد اگر کوئی شخص مسجد کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے نیز ایذاء رسانی سے بچنا ممکن ہو تو وہاں یہ عمل جائز اور مباح ہے لیکن جہاں مسجد کا تقدس پامال ہوتا اور مفاسد کا اندیشہ ہو وہاں اس سے پرہیز کر کے چھوہارے لٹانے کی بجائے تقسیم کرنے پر اکتفا کرنا مناسب ہے۔ ایسے جزئی عمل کچھ ضروری نہیں کیونکہ اس فعل سے اکثر چوٹ آجاتی ہے اور مسجد کی بے تعظیمی بھی ہوتی ہے، لہذا ضعیف حدیث پر عمل کر کے موجب اذیت مسلم کا ہونا ہے اور اللہ کے گھر کی شان کے خلاف عمل ہونا مناسب نہیں۔ چھوہارے پھینکنے کی رسم اسلامی شریعت کا حصہ نہیں بلکہ یہ ایک ثقافتی عمل ہے۔ اگر تو یہ فعل محض خوشی کے اظہار تک محدود ہو اور اسلامی شریعت کے خلاف کوئی چیز اس میں شامل نہ ہو تو پھر اس کی گنجائش ہو سکتی ہے لیکن اگر اس عمل کے ساتھ کوئی غیر شرعی بات منسوب ہو تو اسے چھوڑ دینا ہی مناسب ہے۔ حقیقی خوشی کا اظہار سنت کے مطابق نکاح کرنے اور سادگی کو اپنانے میں ہے۔ کھجوریں لٹانے کے فعل سے اسراف کا اظہار ہوتا ہے، قرآن وسنت میں اسراف سے بچنے کی تعلیم دی گئی ہے کیونکہ یہ ایک ناپسندیدہ عمل ہے جو انسان کو ناشکری، غرور اور بے برکتی کی طرف لے جاتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

1 سورۃ بنی اسرائیل 17:29۔

2 سورۃ الفرقان 25:67۔

3 سورۃ بنی اسرائیل 17:27۔

4 ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، **التلخیص الحبیر**، (ریاض: دار ضواء السلف، 2008ء)، 5/111۔

5 عبد الحق حقانی، مولانا، **فتاویٰ حقانیہ**، (نوشہرہ: مکتبہ سید احمد شہید، اکوڑہ خٹک، 2010ء)، 4/321۔

6 رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ، **کتاب الفتاویٰ**، (کراچی: زم زم پبلشر، 2008ء)، 4/445۔

7 الشوکانی، محمد بن علی، **نیل الاوطار**، (السعودیہ: دار ابن الجوزی للنشر والتوزیع، 1427ھ)، رقم الحدیث: 2764۔

8 رضاء الحق، مفتی، **فتاویٰ دار العلوم زکریا**، (دیوبند: مکتبہ اشرفیہ، سن ندارد)، 3/654۔

9 رشید احمد گنگوہی، مولانا، **فتاویٰ رشیدیہ**، تحقیق وتخریج: محمد خالد حنفی، (کوئٹہ: مکتبہ حنفیہ، سن ندارد)، 2/52۔

10 البیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، **السنن الکبریٰ**، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2003ء)، 7/469۔

11 البخاری، محمد بن اسماعیل، **تاریخ الکبیر**، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1999ء)، 2/284۔

12 البیہقی، **السنن الکبریٰ**، رقم الحدیث: 14682۔

13 الجوزی، محمد بن جعفر، **کتاب الموضوعات**، (الریاض: اضواء السلف، 1997ء)، باب نثر التمر علی الراس المتزوج، رقم الحدیث: 1267۔

14 البیہقی، **السنن الکبریٰ**، 15/91۔

15 ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، **لسان المیزان**، (بیروت: مؤسسۃ العلمی للمطبوعات، 1971ء)، رقم الحدیث: 3404۔

16 الجوزی، **کتاب الموضوعات**، باب العرس، رقم الحدیث: 1268۔

17 ایضاً، رقم الحدیث: 1269۔

18 السرخسی، محمد بن احمد، **المبسوط**، (مصر: مطبعۃ السعادۃ، 1995ء)، 30/167۔

19 محمد انور، مفتی، **خیر الفتاویٰ**، (ملتان: مکتبہ امدادیہ، سن ندارد)، 2/767۔

20 الجصاص، ابو بکر احمد بن علی، **مختصر اختلاف العلماء**، (بیروت: دار البشائر الاسلامیہ، 1417ھ)، رقم الحدیث: 782۔

21 ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، **لسان المیزان**، رقم الحدیث: 4029۔

22 الطحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد، **شرح معانی الآثار**، (بیروت: دار عالم الکتب، 1994ء)، 3/51۔

23 رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ، **قاموس الفقہ**، (کراچی: زمزم پبلشر، 2015ء)، 5/172-171۔